مکہ مکرمہ کی عظمت و رفعت

محمد رمضان یوسف سلفی فیصل آباد

مکہ مکرمہ اللہ اور اس کے رسول حضرت محمد ﷺ کا محبوب شہر ہے اس مقدس شہر میں اہل ایمان کا قبلہ و کعبہ بیت اللہ شریف ہے جو تمام مسلمانوں کے دل کی دھڑکن اور آنکھوں کا سرور ہے جہاں ہمہ وقت جن و انس اور ملائکہ حمد و طواف میں مصروف رہتے ہیں وہ عظیم گھر کہ جس کی طرف منہ کر کے دنیائے اسلام کے لاکھوں مسلمان نماز پڑھتے ہیں۔ اور حج کے موقع پر لاکھوں مسلمان بلاتفریق رنگ و نسل ہر سال اس جگہ مناسک حج کی ادائیگی کرتے ہیں۔ مکہ مکرمہ کو یہ اعزاز بھی حاصل ہے کہ یہ حضرت اسماعیل ذبیح اللہ علیہ السلام کا مسکن بنا مکہ مکرمہ ہی وہ مبارک شہر ہے کہ جہاں نبی آخر الزماں حضرت محمد ﷺ کی ولادت باسعادت ہوئی۔ اسی مقدس شہر میں نبی کریم ﷺ کے سر پر تاج نبوت رکھا گیا' اور اسی مبارک شہر میں ہمارے پیارے نبی حضرت محمد ﷺ پر وحی الٰہی کا نزول ہوتا تھا اور آسمان سے رشد و ہدایت کے فرمان آتے تھے۔ اسی مقدس شہر میں نبی آخر الزمان حضرت محمد ﷺ نے توحید کی شمع جلائی' ظلم و شر شرک و بت پرستی کی تاریکیوں میں ڈوبی دنیا کو توحید و سنت کے نور سے روشن کیا۔ اللہ تبارک و تعالیٰ کی وحدانیت کا جھنڈہ بلند کرتے ہوئے یہاں سے اسلام کی عالم گیر تحریک شروع کی جس نے ساری دنیا کو اسلام سے آشنا کیا۔ آج سے چودہ سو سال پہلے حضور نبی کریم ﷺ نے اس شہر میں توحید و سنت کی جو شمع روشن کی تھی اور لا الہ الا اللہ کا جو بت شکن نعرہ رستہ خیز لگایا تھا اس کی بازگشت آج بھی پوری دنیا میں سنائی دے رہی ہے۔ بلاشبہ اسلامی تحریک کا یہ شہر اولین مرکز ہے۔ بقول شاعر

دنیا کے بت کدے میں پہلا وہ گھر خدا کا
ہم پاسباں ہیں اس کے وہ پاسباں ہمارا

مکہ مکرمہ اسلامی سطوت و عظمت کا عظیم مظہر ہے۔

مکہ مکرمہ کے بہت سے نام ہیں جو اس کی عظمت و شان اور اس کے بلند مقام کو ظاہر کرتے ہیں اہل علم نے مکہ مکرمہ کے پچاس سے اوپر نام شمار کیے ہیں۔

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے اس شہر کے جو نام بیان کیے ہیں وہ یہ ہیں۔

مکہ' بکہ' البلد' البدالامین' البلدۃ' ام القریٰ' معاد اور المسجد الحرام وغیرہ'

مولانا رابع ندوی صاحب اس شہر کے بارے لکھتے ہیں۔

مکہ مکرمہ وادی ابراہیم میں واقع ہے' سطح سمندر سے اس کی بلندی تقریباً ساڑھے تین سوفٹ بتائی جاتی ہے۔اس کا عرض البلد 21 درجہ اور طول البلد 39/1/2 درجہ مشرقی ہے۔ ساحل سمندر سے تقریباً پانچ کلومیٹر مشرق میں واقع ہے بکہ' مکہ' ام القریٰ اور البلد الامین اس کے نام ہیں۔ یہ جس وادی میں آباد ہے وہ پتھریلی اور تنگ وادی ہے۔ اس میں شہر مکہ مکرمہ مشرق سے مغرب تک تقریباً کئی میل میں پھیلا ہوا ہے۔ شہر کا عرض بھی دو میل ہے۔ اس کی وادی ابطح اور بطحاء بھی کہلاتی ہے۔ (بطحاء سیلاب کی ہر اس گزرگاہ کو کہتے ہیں جو پہاڑی ہو اور جس میں سیلاب کے بعد ریت اور سنگ ریزے چھوٹ جائیں)

مکہ مکرمہ کی یہ وادی دو پہاڑی سلسلوں سے گھری ہوئی ہے جو مغرب سے شروع ہو کر مشرق تک چلے گئے ہی۔ ان میں ایک سلسلہ شمالی ہے اور ایک جنوبی۔ ان دونوں سلسلوں کو اخشبان کہتے ہیں۔ شمالی سلسلہ جبل الفلق' جبل القعیقعان اور جبل لعلع' پھر کداء پر مشتمل ہے۔ کدا مکہ کے مشرقی حصہ میں واقع ہے جو کہ شہر کا بلند حصہ ہے۔ فتح مکہ کے موقع پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم اسی طرف سے داخل ہوئے تھے۔ شہر کے جنوب مغربی سرے پر جبل عمر ہے پھر وادی ہے۔ پھر جبل ابوقبیس' پھر جبل جندمہ ہیں' ان سب پہاڑوں کے دامن اور بعض بعض کی بلندیاں اب عمارتوں سے پُر ہیں۔ شہر کو چاروں طرف سے پتھروں کے ٹیلے یا چھوٹی چھوٹی پہاڑیاں گھیرے ہوئے ہیں۔ جو ایک طرح سے ان فصیلوں کا بھی کام دیتی ہیں' حرم شریف شہر کے وسط میں ہے۔ شہر میں پانی کا ایک ہی چشمہ ہے' جس کو زم زم کہتے ہیں۔ اس کے علاوہ یہاں پانی کا کوئی خاص کنواں نہیں ہے۔ پانی کی کمی کی وجہ سے یہاں کی زمین میں کچھ کاشت نہیں ہوسکتی۔ اب دو ایک نہریں شہر میں دوسری جگہ سے لائی گئی ہیں۔ ان کی وجہ سے پانی کی سہولت ہو گئی ہے۔ اس کی مدد سے کچھ گھاس اور پودے بھی لگا دیئے گئے ہی۔ عہد عباسی ہی میں طائف کے قریب سے یہاں ایک نہر لے آئی گئی ہے' یہ نہر' نہر زبیدہ کہلاتی ہے' یہ عباسی خلیفہ امین کی والدہ زبیدہ نے بنوائی تھی' اور بعد میں اس کو ترقی دی جاتی رہی' اب پانی پہنچانے کے دوسرے ذرائع بھی اختیار کیئے گئے ہیں' جن کی وجہ سے اب پانی کی بالکل قلت نہیں رہی مکہ چونکہ ایک وادی میں ہے' اس لیے ایام گذشتہ میں بڑے سیلابوں سے اس میں پانی بھر جایا کرتا تھا' اور حرم شریف میں بہت پانی جمع ہو جاتا تھا' اب حکومت نے معلاۃ سے پہلے ایک بندھ بنا دیا ہے' اور اس کے علاوہ حرم اور حرم کے آگے ایک زمین

دوز بڑا نالہ بھی بنادیا ہے جس میں شہر کا گندا اور سیلاب کا پانی بہہ کر مکہ کے نشیبی حصہ ''مسفلہ'' کی طرف سے نکل جاتا ہے۔

پہاڑوں کے درمیان خصوصی طور پر گھرے ہونے کی وجہ سے مکہ مکرمہ میں گرمی زیادہ اور سردی کم ہوتی ہے۔شہر کا موسم گرمیوں میں سخت ہوتا ہے اور بارش صرف جاڑوں میں ہوتی ہے' اس کی سالانہ مقدار چار پانچ انچ سے زیادہ نہیں' لہٰذا گرمی کا موسم مارچ سے شروع ہو کر آخر اکتوبر تک رہتا ہے' پہاڑوں سے گھرے ہونے کی وجہ سے موسم سرما میں سردی کم ہوتی ہے۔ ہواؤں میں سب سے بہتر ہوا مغربی ہوا ہوتی ہے' یہ سمندر کی طرف سے آتی ہے' اس کے بعد شمالی ہوا' یہ بھی سمندر کی طرف سے آتی ہے' اور سب سے گرم مشرقی ہوا ہوتی ہے' جو خشک پہاڑوں پر سے گزرتی ہوئی گرم ہو کر آتی ہے' اس سے کم گرم جنوبی ہوا ہوتی ہے'

اس کے پہاڑوں کو تورات میں جبال فاران بتایا گیا ہے' یہ نام غالباً فاران بن عمرو ابن عملیق بادشاہ کی نسبت سے ہوا۔

اس شہر کو آج سے تقریباً چار ہزار سال پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی اہلیہ حضرت ہاجرہؑ اور اپنے شیر خوار بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو یہاں ٹھہرا کر آباد کیا تھا' اور پھر کعبہ کی دوبارہ تعمیر کی تھی جب سے یہ شہر قرب و جوار بلکہ ساری دنیا کا مرکز بنا حضرت اسماعیل علیہ السلام کی نسلیں یہاں مقیم ہوئیں اور کچھ نسلیں قرب و جوار میں بھی پھیلیں' آخر میں قریش یہاں کے متولی اور باشندے ہوئے' پھر یہیں قریش میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت ہوئی اور آپ نے اپنی عمر کے ترپن سال یہیں گزارے' کعبہ اور کعبہ کی وجہ سے مکہ کی تعظیم اور احترام سارے جزیرۃ العرب میں یکساں طریقہ سے برابر کیا جاتا رہا ہے۔تمام عرب اسلام سے ڈھائی ہزار سال قبل ہی سے کعبہ کا طواف اور زیارت کرتے رہے ہیں۔

مکہ کی آبادی پہلے صرف خیموں میں رہتی تھی' ہجرت سے صرف دو صدی پہلے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک جد قصی بن کلاب جب شام سے آئے تو ان کے مشورہ سے مکانات بننا شروع ہوئے۔اور مکہ کے معاشرہ کو اور اس کی اجتماعی اور مذہبی ذمہ داریوں کو منظم کیا گیا' اور ان کو اصلاً قصی بن کلاب ہی نے سنبھالا' اس سے قریش کی اہمیت بڑھی اور یہ ذمہ داریاں ان میں مخصوص ہو گئیں' اسلام کے آنے کے بعد شہر کو برابر ترقی ہوئی' اب یہ اپنے قرب و جوار میں دور دور تک سب سے بڑا اور پورے

عالم اسلامی کا سب سے اہم اور مرکزی شہر ہے۔

شہر کا شمال مشرقی حصہ بلند ہے۔ اور معلاۃ کے نام سے موسوم ہے۔ اسی میں شہر کا مشہور اور تاریخی قبرستان ہے جس کو معلاۃ کہا جاتا ہے۔ یہ الحجون سے اور کدا' پہاڑیوں سے متصل ہے' یہاں سے مکہ مکرمہ میں داخلہ مسنون بتایا گیا ہے' عہد اول سے اب تک اسی قبرستان میں اہل مکہ کی تدفین ہوتی رہی ہے' معلاۃ کے بالمقابل شہر کے جنوب مغربی جزء میں شہر کا نشیبی محلّہ مسفلہ ہے' معلاۃ سے بہہ کر آنیوالا سیلابی پانی اسی طرف سے باہر جاتا ہے' شہر کا مشرقی حصہ جبل جندمہ پر مشتمل ہے' جس کے دامن میں بنی ہاشم کا خاندان آباد تھا' یہ جبل ابوقبیس کے متصلا شمال میں ہے' شہر کے مغربی حصہ میں جبل عمر اور شمال مغربی حصہ میں مقام کدی ہے' یہاں سے مکہ مکرمہ سے باہر جانا مسنون بتایا گیا ہے۔

حرم شریف کے شمالی جانب کے علاقے کو الشامیہ کہا جاتا ہے' اس کے بالمقابل حرم شریف کے جنوبی علاقہ کا مشہور محلّہ جیاد ہے۔ مکہ مکرمہ کا ممتاز محلّہ ہے' اسی کے پہلو میں مکہ کا مشہور پہاڑ جبل ابوقبیس ہے' شہر کے تقریباً وسط میں حرم شریف (مسجد حرام) ہے۔

(سالنامہ دعوۃ الحق لاہور ایڈیٹر مولانا محمود احمد غضنفر مرحوم جنوری 1992ء نجد و حجاز ایڈیشن ص 12-11-10)

مکہ مکرمہ کے فضائل و مناقب میں کئی ایک آیات قرآنی اور احادیث نبویہ وارد ہوئی ہیں لہٰذا موقع کی مناسبت سے چند ایک کا ذکر کیا جاتا ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں۔ ان اول بیت وضع للناس للذی ببکة مبارکا وھدی للعالمین (سورہ آل عمران آیت 96)

اللہ تعالیٰ کا پہلا گھر جو لوگوں کے لئے مقرر کیا گیا وہی ہے جو مکہ (شریف) میں ہے جو تمام دنیا کے لئے برکت و ہدایت والا ہے۔

اس شہر مکہ شریف کا سفر کرنا اہل ایمان پر فرض قرار دیا گیا ہے۔ جو صاحب استطاعت ہوں۔ فرمان باری تعالیٰ ہے' وللہ علی الناس حج البیت من استطاع الیہ سبیلا (آل عمران 97)

اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں پر جو اس کی طرف راہ پا سکتے ہوں اس گھر کا حج فرض کر دیا ہے۔

مکہ مکرمہ میں واقع مسجد حرام میں نماز کا اجر بھی دیگر مساجد سے بہت زیادہ ہے۔ حضرت ابو

ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ میری اس مسجد میں (یعنی مسجد نبوی میں) ایک نماز کسی دوسری مسجد میں نماز پڑھنے سے ایک ہزار گنا زیادہ اجر رکھتی ہے۔ سوائے مسجد حرام کے (صحیح بخاری 398/1)

ایک دوسری حدیث کے الفاظ ہیں۔ میری مسجد (مسجد نبوی شریف) میں نماز پڑھنا کسی دوسری مسجد میں نماز پڑھنے سے ایک ہزار گنا زیادہ اجر ہے سوائے مسجد حرام کے' اور مسجد حرام میں ایک نماز ادا کرنا کسی دوسری مسجد میں ایک لاکھ نماز سے افضل ہے۔ (ابن ماجہ حدیث نمبر 1406)

اللہ تعالیٰ نے اس شہر کو امن کی جگہ قرار دیا ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے۔ **ومن دخله کان آمنا**۔ اور جو اس شہر میں داخل ہو گیا امن میں آ گیا (آل عمران آیت نمبر 97)

اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ فتح مکہ کے موقع پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

ترجمہ:۔ بلا شبہ اس شہر کو اللہ تعالیٰ نے اس دن سے ہی حرمت والا قرار دیا ہے جب سے زمین و آسمان کی تخلیق ہوئی۔ یہ شہر قیامت تک کے لئے اللہ تعالیٰ کی عطا کی ہوئی حرمت کی وجہ سے حرمت والا رہے گا۔ مجھ سے پہلے اس شہر میں کسی کو قتل و قتال کی اجازت نہیں دی گئی' اور میرے لئے بھی بہت تھوڑے وقت کیلئے قتال کی اجازت ہوئی' بس یہ شہر قیامت تک حرمت والا ہی رہے گا۔ (صحیح بخاری کتاب الحج)

سورہ قصص میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے **اولم نمکن له حرما آمنا یجبی الیه ثمرات کل شئی رزقا من لدنا** (القصص آیت 57)

کیا ہم نے ان کو امن و امان والے حرم میں جگہ نہیں دی' جہاں ہر قسم کے پھل کھنچے چلے آتے ہیں جو ہمارے پاس سے رزق ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک موقع پر ارشاد فرمایا تھا...... بلا شبہ ابراہیم (علیہ السلام) نے مکہ کو حرم قرار دیا۔ اور اہل مکہ کے لئے دعا فرمائی۔ میں نے مدینہ کو حرم قرار دیا جیسا کہ ابراہیم (علیہ السلام) نے مکہ کو اور میں نے مدینہ کے صاع اور مد میں اس سے دوگنی (برکت) کی دعا مانگی ہے جو ابراہیم (علیہ السلام) نے اہل مکہ کے لئے مانگی تھی۔ (رواہ مسلم باب فضل المدینہ)

اور حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا...... کوئی شہر ایسا باقی نہ رہے گا جہاں دجال نہ پہنچے گا سوائے مکہ اور مدینہ کے۔ اس کے ہر راستے پر فرشتے صف بستہ (حفاظت کے لئے) ہوں گے جو دجال سے حفاظت کریں گے۔ (صحیح بخاری 665/2)

حضرت عبداللہ بن عدی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو حزورہ کے مقام پر کھڑے ہوئے دیکھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (مکہ مکرمہ کی طرف مخاطب ہو کر) ارشاد فرمایا۔ اللہ کی قسم (اے شہر مکہ کی سرزمین) تو اللہ کی سب سے اچھی سرزمین ہے اور اللہ کی سب سے پسندیدہ سرزمین ہے۔ اور اگر مجھے تیرے پاس سے نکالا نہ جاتا تو میں نہ نکلتا۔ (ترمذی)

حزورہ ایک چھوٹا سا ٹیلہ تھا جہاں پر مکہ کا بازار لگتا تھا۔ یہ جگہ حرم شریف کی پہلی سعودی توسیع میں شامل حرم کر لی گئی تھی۔

مکہ مکرمہ میں ظلم و تشدد کی بھی سخت مذمت اور وعید کی گئی ہے ارشاد باری ہے...... ومن یردفیه بالحاد بظلم نذقه من اعذاب الیم۔ (سورہ الحج آیت 25)

اور جو شخص اس میں (یعنی مکہ میں) کوئی ظلم والحاد (خلاف دین یعنی کفر و شرک کے) کام کا ارادہ کرے گا ہم اس کو دردناک عذاب چکھائیں گے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا...... بلاشبہ اسلام غربت کی حالت میں تھا' اور پھر غربت ہی کی حالت میں لوٹ آئے گا جیسا کہ شروع میں تھا۔ اور ایمان دونوں مسجدوں کے درمیان سمٹ جائے گا جیسا کہ سانپ اپنے بل (سوراخ) میں واپس آ جاتا ہے۔ امام نووی فرماتے ہیں کہ دونوں مسجدوں سے مراد مکہ کی مسجد (مسجد حرام) اور مدینہ کی مسجد (مسجد نبوی شریف) ہے۔

مکہ مکرمہ کی حرمت

اللہ تعالیٰ نے مکہ مکرمہ کو آسمان و زمین کی پیدائش ہی کے دن سے حرمت والا شہر قرار دے دیا تھا جیسا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے منقول فرمان نبوی ہے۔ جسے ہم گذشتہ سطور میں فضائل مکہ مکرمہ کے ضمن میں درج کر چکے ہیں۔

اس شہر کی حرمت کا تذکرہ کرتے ہوئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا۔ یہ شہر قیامت تک حرمت والا ہی رہے گا۔ اس کے (خودرو) کانٹوں کو نہیں توڑا جائے گا' نہ ہی اس کے شکار کو پریشان

کیا جائے گا' اس میں پڑی ہوئی چیز کو کوئی نہ اٹھائے گا سوائے اس کے جو (اس کے مالک تک پہنچانے) اعلان کرنے کی نیت سے اٹھالے (تو جائز ہے) نہ اس کی تازہ گھاس کو کوئی کاٹے گا۔ (بخاری کتاب الحج 651/2)

اللہ تبارک و تعالیٰ کے حکم سے حضرت جبرائیل امین علیہ السلام حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس حاضر ہوئے اور ان کو حرم کی حدود بتائیں اور ان حدود پر علامتیں نصب کیں۔ (اس کے بعد) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت تمیم بن اسیر خزاعی رضی اللہ عنہ کو فتح مکہ کے بعد ان حدود کی تجدید کے لئے بھیجا۔ چنانچہ انہوں نے ان حدود کی تجدید کا کام انجام دیا۔ اس کے بعد سے مسلم خلفاء و امراء ہر دور میں مکہ مکرمہ کی ہر چہار سمت میں پائی جانے والی ان حدود اور علامتوں کی تجدید کا کام حسب ضرورت کراتے رہے۔ یہاں تک کہ حرم کی حد بندی کے لئے پائے جانے والی ان علامات ونشانیوں کی تعداد تقریباً ایک ہزار تک پہنچ گئی ہے۔ حرم مکی کے حدود کا دائرہ 127 کلومیٹر پر محیط ہے جس کی پیمائش ومساحت 550/300 کلومیٹر ہے) حدود حرم اور مسجد حرام کی درمیانی مسافت نئے راستوں سے اس طرح ہے۔

1- مدینہ منورہ روڈ (تنعیم کی سمت) (6,5 کلومیٹر)
2- جدہ ہائی وے (22 کلومیٹر)
3- نئے لیث روڈ کی سمت (17 کلومیٹر)
4- طائف روڈ (طریق سیل کی سمت) 12/850 کلومیٹر)
5- طائف روڈ (ہدی کی سمت) 15/50 کلومیٹر)

اللہ تعالیٰ نے مکہ مکرمہ سے متعلق بہت سے احکام وابستہ فرمائے ہیں اور ان میں پائے جانے والے شعائر کی تعظیم کو خیر الاعمال فرمایا ہے چنانچہ ارشاد ہے۔ ذلک ومن یعظم حرمات اللہ فھو خیر لہ عند ربہ ۔ خوب یاد رکھو کہ جو شخص اللہ کے نام کی لگی چیزوں کا ادب کرے گا۔ رب کے حضور اسے اس کا اچھا ثواب ملنا ہے۔ (سورہ الحج آیت 30)

ایک مقام پر فرمایا...... ومن یعظم شعائر اللہ فانھا من تقوی القلوب (سورہ حج آیت 32) اور جو کوئی اللہ تعالیٰ کی نشانیوں کی تعظیم بجالائے تو یہ دل کے تقوی کا نشان ہے۔

میقات سے احرام کی پابندی

حرم مبارک کے تقدس اور اس کی حرمت کے پیش نظر کافروں کے لئے اس شہر مقدس میں

داخل ہونے پر بڑی سخت پابندی ہے۔اللہ تبارک وتعالیٰ نے کھلے لفظوں میں فرمادیا ہے کہ..... یاایھا الذین آمنو انما المشرکون نجس فلایقربوا المسجد الحرام بعد عامهم هذا (توبہ آیت 28) اے ایمان والو! یہ مشرکین نجس وناپاک ہیں' اس سال کے بعد آئندہ یہ لوگ مسجد حرام کے قریب نہ آنے پائیں۔

جو شخص حج یا عمرہ کی نیت سے مکہ مکرمہ جانے کا ارادہ کرے اس کے لئے لازم ہے کہ وہ جس سمت سے مکہ مکرمہ جارہا ہے۔اس سمت میں واقع میقات سے احرام باندھے۔مشہور میقاتین درج ذیل ہیں۔

1- ذوالحلیفہ :۔ یہ اہل مدینہ کی میقات ہے۔ابیار علی کے مقام پر ہے مکہ مکرمہ سے اس کی دوری تقریباً چارسوکلومیٹر ہے اور مسجد نبوی سے اس کا فاصلہ بارہ کلومیٹر ہے۔

2- جحفہ :۔ یہ اہل شام ومصر اور ترکی والوں کی میقات ہے۔نیز یہی میقاب ان لوگوں کی بھی ہے جو اس سمت سے آنے والے ہوں۔جحفہ کی آبادی کے آثار ختم ہو چکے ہیں۔آج کل بالعموم رابغ سے لوگ احرام باندھتے ہیں' رابغ کی دوری مکہ مکرمہ سے 183 کلومیٹر ہے۔

3- قرن منازل :۔ یہ میقات اہل نجد اور اس سمت سے آنے والوں کی ہے۔آب سیل کے نام سے معروف ہے۔مکہ مکرمہ سے اس کی مسافت 75 کلومیٹر ہے۔وادی محرم اس کے محاذات میں واقع ہے۔

4- ذات عرق :۔ یہ اہل عراق اور اس سمت سے آنے والوں کی میقات ہے۔مکہ مکرمہ سے اس کی مسافت 90 کلومیٹر ہے۔اس کے آثار مٹ چکے ہیں' اب اس کے مقابل ایک مقام فربیہ ہے وہاں سے احرام باندھا جاتا ہے۔

5- یلملم :۔ یہ اہل یمن اور اس سمت سے آنے والوں کی میقات ہے۔مکہ مکرمہ سے اس کی مسافت 92 کلومیٹر ہے۔اب یہ جگہ سعدیہ کے نام سے معروف ہے۔(بحوالہ مکہ مکرمہ ماضی و حال کے آئینہ میں از محمود محمد حمو)

مکہ مکرمہ کی اس قدر عزت وعظمت اور حرمت کے باوجود بعض ایسے بھی بدبخت گزرے ہیں جنہوں نے مکہ مکرمہ کی حرمت کو بالائے طاق رکھ کر اس شہر کے تقدس کو پامال کیا'

بیت اللہ شریف میں قتل و غارت گری کی کوشش کی اور اپنے مذموم ارادوں کی تکمیل کے لئے اللہ کے گھر کو نقصان پہنچانے سے بھی گریز نہ کیا۔ آج کے دور میں جو لوگ مکہ مکرمہ پر چڑھائی اور قبضے کے بارے سوچ رہے ہیں ان کو ابرہہ کا انجام سامنے رکھنا چاہئے۔ تاریخ و سیر کی کتابوں میں لکھا ہے کہ..... ابرہہ صباح حبشی نے (جو نجاشی بادشاہ حبش کی طرف سے یمن کا گورنر جنرل تھا) جب دیکھا کہ اہل عرب خانہ کعبہ کا حج کرتے ہیں تو صنعاء میں ایک بہت بڑا کلیسا تعمیر کیا۔ اور چاہا کہ عرب کا حج اسی کی طرف پھیر دے مگر جب اس کی خبر بنو کنانہ کے ایک آدمی کو ہوئی تو اس نے رات کے وقت کلیسا کے اندر گھس کر اس کے قبلے پر گندگی پوت دی۔ ابرہہ کو پتا چلا تو سخت برہم ہوا۔ اور ساٹھ ہزار کا ایک لشکر جرار لے کر کعبے کو ڈھانے کے لئے نکل کھڑا ہوا۔ اس نے اپنے لئے ایک زبردست ہاتھی بھی منتخب کیا۔ لشکر میں کل نو یا تیرہ ہاتھی تھے۔ ابرہہ یمن سے یلغار کرتا ہوا مغمس پہنچا اور وہاں اپنے لشکر کو ترتیب دے کر اور ہاتھی کو تیار کر کے مکے میں داخلے کے لئے چل پڑا جب مزدلفہ اور منیٰ کے درمیان وادی محسر میں پہنچا تو ہاتھی بیٹھ گیا اور کعبے کی طرف بڑھنے کے لئے کسی طرح نہ اٹھا۔ اس کا رخ شمالی جنوب یا مشرق کی طرف کیا جاتا تو اٹھ کر دوڑنے لگتا، لیکن کعبے کی طرف کیا جاتا تو بیٹھ جاتا۔ اسی دوران اللہ نے چڑیوں کا ایک جھنڈ بھیج دیا جس نے لشکر پر ٹھیکری جیسے پتھر گرائے اور اللہ نے اسی سے انہیں کھائے ہوئے بھس کی طرح بنا دیا۔ یہ چڑیاں ابابیل اور قمری جیسی تھیں، ہر چڑیا کے پاس تین تین کنکریاں تھیں، ایک چونچ میں اور دو پنجوں میں کنکریاں چنے جیسی تھیں، مگر جس کسی کو لگ جاتی تھیں، اس کے اعضاء کٹنا شروع ہو جاتے تھے اور وہ مر جاتا تھا۔ یہ کنکریاں ہر آدمی کو نہیں لگی تھیں، لیکن لشکر میں ایسی بھگدڑ مچی کہ ہر شخص دوسرے کو روندتا، کچلتا، گرتا پڑتا بھاگ رہا تھا۔ پھر بھاگنے والے ہر راہ پر گر رہے تھے اور ہر چشمے پر مر رہے تھے۔ ادھر ابرہہ پر اللہ نے ایسی آفت بھیجی کہ اس کی انگلیوں کے پور جھڑ گئے اور صنعاء پہنچتے پہنچتے چوزے جیسا ہو گیا۔ پھر اس کا سینہ پھٹ گیا، دل باہر نکل آیا اور وہ مر گیا۔ (الرحیق المختوم ص95-96)

اس واقعہ کے بعد دنیا کی نگاہیں خانہ کعبہ کی طرف متوجہ ہو گئیں کیونکہ انہیں بیت اللہ شریف کی عظمت کا واضح نشان مل گیا تھا اور یہ بات ان کے دلوں میں بیٹھ گئی کہ اس مقدس گھر کو اللہ تبارک و تعالیٰ نے تقدس کے لئے منتخب کیا ہے۔ اور ہر دور میں وہ اس کے تقدس کی حفاظت خود فرمائے گا۔